

21 دسمبر 1962

ازعدالت عظمیٰ

بھوپال شوگر انڈسٹریز لمیٹڈ مدھیہ پردیش

بنام

ڈی۔ پی۔ ڈیوب، سیلز ٹیکس آفس، بھوپال ریجن، بھوپال

(بی پی سنہا، سی جے، پی بی گجیندر گڈ کر، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور جے سی شاہ، جسٹسز۔)

سیلز ٹیکس۔ لین دین کی نوعیت۔ ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار جس میں جانا ہے۔ ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 226۔

اپیل کنندہ، جو چینی تیار کرنے والا اور پیٹرولیم مصنوعات کا ڈیلر ہے، کو پیٹرولیم مصنوعات کی اپنی موٹر گاڑیوں کے لیے اس کے ذریعے کی جانے والی کھپت کے سلسلے میں سیلز ٹیکس کا اندازہ لگایا گیا تھا جس میں اس نے لین دین کیا تھا۔ اپیل کنندہ نے مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے سامنے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اس کے ذریعے کھپت کے حوالے سے تشخیص کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ اس کا اپنا استعمال مدھیہ بھارت سیلز آف موٹر اسپرٹ ٹیکسیشن ایکٹ، 1953 کی متعلقہ دفعات کے تحت فروخت کے مترادف نہیں ہے، اور یہ کہ اگر اس طرح کے لین دین کو ایکٹ کی دفعات کے تحت قابل ٹیکس قرار دیا گیا تو دفعات غیر آئینی اور ریاست کی قانون سازی کی اہلیت سے باہر تھیں اور اس لیے تشخیص آئین کے آرٹیکل 19(1)(اے) اور (جی) کے تحت درخواست گزار کے حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کمپنی اور کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے درمیان معاہدے کا مطالبہ کیا اور معاہدے کی تشریح کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچی کہ اپیل کنندہ پیٹرول کا مالک نہیں تھا اور درخواست کو مسترد کر دیا حالانکہ اس کے سامنے سیلز ٹیکس افسر کی طرف سے کوئی بات نہیں کی گئی تھی کہ اپیل کنندہ مالک نہیں تھا۔

فیصلہ دیا کہ لین دین کی نوعیت کی تحقیقات ہائی کورٹ کے لیے کوئی معاملہ نہیں تھا بلکہ ٹیکس لگانے والے حکام کے ذریعے تعین کے لیے تھی اور یہ کہ ہائی کورٹ خود لین دین کی نوعیت کا تعین کرنے میں غلطی کر رہی تھی۔ اس لیے ہائی کورٹ کے ذریعے جاری کردہ حکم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 578۔

مکس میں مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 25 جنوری 1961 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ 1960 کی پیشین نمبر 223۔

اپیل گزار کی طرف سے ایس ٹی دیسائی، جے بی دادنچی، اوسی ماتھر اور رویندر نارائن۔

مدعا علیہ کی طرف سے بی سین، کے ایل ہاتھی اور آئی این شراف۔

1962. 21 دسمبر۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ، جے۔ یہ مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل ہے جس میں بھوپال شوگر انڈسٹریز لمیٹڈ کی طرف سے دائر درخواست کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ جسے اس کے بعد کمپنی کہا جاتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک رٹ کے لیے جس میں یکم مئی 1960 کے سیلز ٹیکس آفیسر کے حکم کو کالعدم قرار دیا گیا تھا، جس میں کمپنی پر موٹراسپرٹ اور اپنی گاڑیوں کے لیے استعمال ہونے والے چکنا کرنے والے مادھ بھارت سیلز آف موٹراسپرٹ ٹیکسیشن ایکٹ، 1953 کے 20 کے تحت سیلز ٹیکس کی ادائیگی کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی۔

کمپنی چینی بنانے کا کاروبار کرتی ہے، اور اس کا رو بار کے مقصد کے لیے موٹڑوں اور دیگر موٹڑوں کے بیڑے کو برقرار رکھتی ہے۔ کمپنی ایکٹ کے تحت موٹراسپرٹ اور چکنا کرنے والے خوردہ فروش کے طور پر بھی رجسٹرڈ ہے۔ 1 اپریل 1957 اور 31 مارچ 1958 کی مدت کے دوران، کمپنی نے اپنی گاڑیوں کے لیے موٹراسپرٹ اور چکنا کرنے والے مادوں کے اسٹاک ان ٹریڈ کا ایک حصہ استعمال کیا۔ سیلز ٹیکس آفیسر، بھوپال ریجن نے یکم مئی 1960 کے حکم کے ذریعے کمپنی کو اپنی گاڑیوں کے لیے استعمال ہونے والے موٹراسپرٹ اور چکنا کرنے والے مادوں کے سلسلے میں ٹیکس ادا کرنے کا اندازہ لگایا۔ اس کے بعد کمپنی نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت جبل پور میں مدھیہ پردیش کی ہائی کورٹ میں ایک عرضی دائر کی جس میں سیلز ٹیکس آفسر کے ذریعے یکم مئی 1960 کو منظور کیے گئے حکم اور اس کے مطابق جاری کیے گئے نوٹس آف ڈیمانڈ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے سرٹیری کی نوعیت کی رٹ اور حکم کے مطابق سیلز ٹیکس آفسر کو کسی بھی ٹیکس کی وصولی سے روکنے کے لیے ممانعت یا مینڈمس کی رٹ کے لیے درخواست دائر کی گئی۔

کمپنی نے اپنی درخواست کی حمایت میں دو بنیادیں قائم کیں:

(1) کہ سیلز ٹیکس آفسر۔ اسے صرف فروخت یعنی جائیداد کی قیمت پر منتقلی پر ٹیکس عائد کرنے کا اختیار حاصل تھا، اور چونکہ کمپنی کی طرف سے اپنی گاڑیوں کے لیے استعمال ہونے والے موٹڑے اور چکنا کرنے والے مادوں کی فروخت نہیں ہوتی تھی، اس

لیے کسی کو جائیداد کی منتقلی نہیں ہوتی تھی، اور کوئی قیمت ادا نہیں کی جاتی تھی یا وعدہ نہیں کیا جاتا تھا، اس لیے اشیاء کا استعمال قابل ٹیکس نہیں تھا۔ یہ کہ یہ پیش کیا گیا تھا ریٹیل سیل ایکٹ کے دفعہ 2 (کے) کے تحت تعریف کے ساتھ پڑھے جانے والے چارجنگ دفعہ 3 سے ظاہر ہوتا ہے جس میں کسی ریٹیل ڈیلر کی طرف سے اپنے سامان کی کھپت شامل نہیں ہے۔

(2) اشیاء کی فروخت یا خریداری (اخبارات کے علاوہ) پر ٹیکس عائد کرنے کے ریاست کے اس اختیار کا استعمال صرف آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست دوم کے اندراج 54 کے تحت کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ٹیکس عائد کرنے کی کوشش غیر قانونی اور قانون کے اختیار کے بغیر تھی، اور آئین کے آرٹیکل 19 (1) (ایف) اور (جی) کی ضمانت کے مطابق کاروبار کرنے اور جائیداد رکھنے اور حاصل کرنے کے کمپنی کے بنیادی حق کی خلاف ورزی تھی۔

درخواست کی سماعت میں ہائی کورٹ نے درخواست کی حمایت میں قائم کردہ بنیادوں پر غور نہیں کیا، لیکن کمپنی سے کالٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے ساتھ اپنے معاہدے کی ایک کاپی پیش کرنے کا مطالبہ کیا، جس کے تحت موٹر اسپرٹس اور چگنا کرنے والے مادوں کی فراہمی کمپنی نے حاصل کی تھی، اور معاہدے کے معاہدوں کی روشنی میں راحت کے دعوے کا فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھی۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ عرضی میں یہ مفروضہ کہ کمپنی کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ سے حاصل کردہ موٹر اسپرٹس اور چگنا کرنے والے مادوں کی مالک ہے، جائز نہیں ہے۔ مشاہدہ کیا گیا:

"نقصان کی ذمہ داری سے متعلق یہ شقیں اور دیگر شقیں، پیٹرول کی آلودگی سے تحفظ، صرف کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کی مصنوعات کے ڈیلر کے ذریعہ فروخت، کھاتوں کا تصفیہ۔ یہ سب اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ درخواست گزار (کمپنی) سپور میں درخواست گزار کے زیر انتظام پیٹرول پمپ پر کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے ذریعہ فراہم کردہ پیٹرول کا مکمل اور مطلق مالک نہیں تھا۔ پیٹرول کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کی ملکیت رہا، اور درخواست گزار نے اسے سپلائی کرنے والی کمپنی کے ایجنٹ کے طور پر فروخت کر دیا۔ اس لیے جب درخواست گزار نے پمپ پر اپنے لیے پیٹرول حاصل کیا اور اسے اپنی گاڑیوں میں استعمال کیا تو درخواست گزار کی طرف سے کیلٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے ایجنٹ کے طور پر پیٹرول کو درخواست گزار کمپنی کو بطور صارف فروخت کیا گیا۔ یہ اور کچھ نہیں بلکہ پرنسپل سے تعلق رکھنے والی جائیداد کے ایجنٹ کی خریداری تھی۔ اس طرح، درخواست گزار کی طرف سے کالٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے ایجنٹ کے طور پر اس کی گاڑیوں میں استعمال ہونے والے پیٹرول کی خوردہ فروخت کی گئی۔"

درخواست کو مسترد کرنے کے حکم کے خلاف اس اپیل کو خصوصی اجازت کے ساتھ ترجیح دی جاتی ہے۔

ہمارے فیصلے میں ہائی کورٹ نے اس بنیاد پر عرضی کا فیصلہ کرنے کی کارروائی میں غلطی کی جو سیلٹیکس انسر کے حلف نامے میں قائم نہیں کی گئی تھی۔ کمپنی نے اس مفروضے پر راحت کا دعویٰ کیا کہ اس کے ذریعے اپنی گاڑیوں کے لیے استعمال ہونے

والے موٹر اسپرٹ اور چکنا کرنے والے اس کی ملکیت تھے، اور کسی خوردہ ڈیلر کے ذریعے اس کی ملکیت والے اسٹاک کو اپنے استعمال کے لیے مختص کرنا قانون کے معنی میں فروخت نہیں ہے۔ سیلز ٹیکس افسر نے پیش کیا کہ کمپنی کی طرف سے موٹر اسپرٹ اور چکنا کرنے والے مادوں کا استعمال فروخت کے مترادف ہے، کیونکہ "ریٹیل ڈیلر کے ایک ادارے سے دوسرے ادارے میں جائیداد کی منتقلی" ہوتی تھی۔ استدعاوں پر عزم کے لیے دو سوالات پیدا ہوئے:-

(ا) آیا اشیا کی تخصیص خوردہ فروش کے ذریعے کسی دوسرے شخص کو جائیداد کی منتقلی کے مترادف ہے؛ اور

(ب) کیا اس طرح کی منتقلی قانونی طور پر فروخت کے مترادف ہے۔

مقننہ نے اس بات کی تحقیقات کے لیے ایک وسیع اور خود مختار مشینری قائم کی ہے کہ آیا کسی لین دین پر ٹیکس لگانا واجب ہے کیونکہ یہ ایکٹ کے معنی میں خوردہ فروخت کی نوعیت کا ہے۔ ٹیکس لگانے والے افسر کو لین دین کی نوعیت اور ٹیکس کے لیے اس کی ذمہ داری کا تعین کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے، اور اس کے فیصلے کے خلاف اپیل اٹھارٹی کو اپیل کی جاتی ہے اور کمشنر کو نظر ثانی کا مزید حق حاصل ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار وسیع ہے، لیکن عام طور پر ہائی کورٹ ٹیکس لگانے والے حکام کے احکامات کے خلاف درخواستوں پر غور کر کے اس دائرہ اختیار کا استعمال نہیں کرتی ہے، جب وہ قانون جس کے تحت ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، متاثرہ فریق کو اپیل یا دیگر کارروائی کے ذریعے علاج فراہم کرتا ہے اور اس طرح قانونی مشینری کو بائی پاس کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہائی کورٹ ٹیکس افسر کے حکم کے خلاف درخواست پر کبھی غور نہیں کرے گی۔ ہائی کورٹ کے پاس بلاشبہ یہ فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار ہے کہ آیا کوئی قانون جس کے تحت ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ اسے نافذ کرنے والی مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت کے اندر ہے یا آیا یہ قانون آئینی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے یا کسی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے، یا آیا ٹیکس لگانے والے اٹھارٹی نے اپنے پاس موجود طاقت کا تکبر کیا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے، یا اس نے طریقہ کار کی سنگین غلطی کی ہے جس نے اس کے نتیجے کی صداقت کو متاثر کیا ہے یا یہاں تک کہ جہاں ٹیکس لگانے والے اٹھارٹی نے قانون کی تشریح پر ٹیکس وصول کرنے کی دھمکی دی ہے جو غلط ہے۔ ہائی کورٹ مناسب معاملات میں ٹرانزیکشن کے ٹیکس کے لیے اہلیت کا تعین بھی کر سکتی ہے جس کی نوعیت تسلیم کی جاتی ہے، لیکن ہائی کورٹ عام طور پر کسی ایسے لین دین کی نوعیت کا پتہ لگانے کے لیے آگے نہیں بڑھتی ہے جس پر مبینہ طور پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ہائی کورٹ یہ ٹیکس دہندہ پر چھوڑتی ہے کہ وہ پہلی بار میں ٹیکس دینے والے حکام سے فیصلہ حاصل کرے۔

موجودہ معاملے میں کمپنی نے حقائق کے سوال کے ساتھ ساتھ ٹیکس لگانے کے قانون کی آئینی حیثیت اور بنیادی حقوق کی خلاف ورزی پر ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار کا مطالبہ کیا۔ ہائی کورٹ نے آئینی سوالات کا تعین کرنے کے بجائے، جن میں صرف درخواست پر عام طور پر غور کیا جاسکتا ہے، کمپنی کی طرف سے کیے گئے مفروضے کی درستگی کی تحقیقات کرنے کے لیے آگے بڑھا، اور اس طرح اس معاملے کا فیصلہ کیا جو دوسرے فریق کی طرف سے واضح طور پر نہیں اٹھایا گیا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے ہائی کورٹ

ایک غلطی میں پڑ گئی: اس نے اس تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار سنبھالا جس کا فیصلہ معاہدے اور آس پاس کے حالات کی روشنی میں لین دین کی حقیقی نوعیت کا پتہ لگانے کے بعد ایکٹ کے تحت فراہم کردہ مشینری کا سہارا لے کر کیا جانا تھا۔ اس لیے ہائی کورٹ کے ذریعے جاری کردہ حکم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

اگلا سوال اس اپیل میں منظور کیے جانے والے حکم کے بارے میں ہے۔ اس مقصد کے لیے ہمیں کمپنی کی طرف سے درخواست میں قائم کردہ دو بنیادوں پر غور کرنا چاہیے۔ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی درخواست پر سیلز ٹیکس افسر کی کارروائی کو لکار کر نانا کام ہونا چاہیے۔ یہ عام بات ہے کہ ریاست مدھیہ پردیش کے پاس موٹر اسپرٹ کی فروخت یا خریداری پر ٹیکس عائد کرنے کا اختیار تھا اور اس طرح کے اختیار کا استعمال صرف فروخت کی روایت کے حوالے سے کیا جاسکتا تھا۔ جیسا کہ سمجھا جاتا ہے۔ ریاست مدراس بنام گینن ڈنکری اینڈ کمپنی (مدراس) لمیٹڈ (1) (1959) (S.C.R. 379)۔ ایکٹ کے دفعہ 2 (کے) میں ریٹیل سیل کی تعریف اس طرح کی گئی ہے جس کا مطلب ہے "کسی ریٹیل ڈیلر کے ذریعے اس شخص کے ذریعے جس کے ذریعے یا جس کی طرف سے اسے خریدا گیا ہے یا خریدا جاسکتا ہے، استعمال کے مقصد کے لیے موٹر اسپرٹ کی فروخت، اور سیل ان ریٹیل کے اظہار کو اسی کے مطابق سمجھا جائے گا۔ لیکن دفعہ 2 (کے) ریٹیل سیل کی تعریف میں اور نہ ہی چارجنگ سیکشن (دفعہ 3) میں کچھ بھی نہیں ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مقننہ نے اپنی اہلیت سے باہر قانون سازی کی تھی۔ اگر ٹیکس لگانے والی اتھارٹی نے کسی ایسے لین دین پر ٹیکس لگانے کی کوشش کی ہوتی جسے کسی مجاز قانون سازی کے ذریعے قابل ٹیکس بنایا گیا ہو تو یہ ہائی کورٹ کے لیے کھلا نہیں ہوتا کہ وہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اس بات پر غور کرے کہ آیا ٹیکس لگانے والی اتھارٹی لین دین پر ٹیکس لگانے میں جائز تھی یا نہیں۔ مقننہ کی اہلیت کے اندر کسی قانون کے تحت قانونی طور پر عائد کردہ ٹیکس کو آرٹیکل 19 (1) (ایف) اور (جی) کے ذریعے ضمانت شدہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں سمجھا جاسکتا، اور آیا کسی لین دین کے سلسلے میں ٹیکس مناسب طریقے سے عائد کیا گیا ہے یا نہیں، یہ ٹیکس لگانے والے اتھارٹی کے لیے ہے نہ کہ ہائی کورٹ کے لیے۔

اس لیے کمپنی کے ذریعے استعمال کیے جانے والے موٹر اسپرٹ اور چکن کرنے والے مادوں پر سیلز ٹیکس عائد کرنے اور جمع کرنے کو غیر قانونی نہیں سمجھا جاسکتا جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ سامان کمپنی کی ملکیت کا تھا اور وجوہات کی بنا پر پہلے ہی یہ سوال طے کیا گیا ہو کہ آیا استعمال شدہ سامان کمپنی کا ہے یا نہیں، اسے ایکٹ کے تحت طے کرنے کے لیے چھوڑ دیا جانا چاہیے۔ عرضی میں اٹھایا گیا پہلا سوال اس لیے اس عدالت کے ذریعے متعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کا تعین ہائی کورٹ کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا۔

ہماری طرف سے لیے گئے نقطہ نظر پر یہ اپیل ناکام ہونی چاہیے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ ٹیکس لگانے والے حکام کے سامنے مناسب طریقے سے دائر کی گئی اپیل میں کمپنی کے لیے یہ دعویٰ کرنا کھلا ہوگا کہ ٹیکس (انڈیا) لمیٹڈ کے ساتھ معاہدے کی شرائط کے تحت کمپنی اسے موصول ہونے والے سامان کی مالک ہے اور اس وجہ سے اس کے ذریعے اپنی گاڑیوں کے لیے ان

سامان کا استعمال فروخت کے مترادف نہیں ہے اور سیلز ٹیکس افسر اس سوال پر اس کی خوبیوں پر غور کرنے کا حقدار ہوگا اور ہائی کورٹ کی طرف سے اس کے سامنے پیش کردہ معاہدے کی تشریح کے حوالے سے کسی بھی رائے کے اظہار کا پابند نہیں ہوگا۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے، اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔